بنیادی انسانی حقوق اور مخنث

عزیزہ خان

مخنث Transgender اوران کا تاریخی پس منظر

اللہ تعالی نے اپنی حکمتِ تخلیق سے انسان کو پیدا کیااوراس کی دواصناف بنائیں‘ایک مذکراوردوسری مؤنث۔ان دونوں کے ذریعے انسانی نسل کی افزائش اورتولیدوتناسل کانظام قائم فرمایا۔دونوں کی جسمانی ساخت اورہیت ایک دوسرے سے ممتاز رکھی۔بعض عوارض میں بھی دونوں ایک دوسرے سے ممتاز ہیں۔ان دونوں کے درمیان ایک تیسری صنف بھی پیدافرمائی جسے’’مخنث‘‘ کہتے ہیں۔

اسلامی تعلیمات تو یہ ہیں کہ یہ اللہ تعالی کی مخلوق ہیں اوران کی جنسی کمزوری کومحض ایک کمزوری کے طور پرلیاجائے۔جس طرح معاشرے میں معذورافراد سے عام معمول سے ہٹ کر برتاؤ کیاجاتاہے اس طرح ان لوگوں کے ساتھ بھی بطور خاص ہمدردانہ رویہ اختیار کیاجاناچاہیے ۔قرآن وسنت میں بلاتخصیص جنس اورمذہب کسی کے ساتھ تضحیک آمیزرویہ اختیارکرنے کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔معاشرے میں کسی فردکوجنسی یاجسمانی کمزوری کی وجہ سے یاکسی جسمانی ساخت میں دشواری کی وجہ سے جوکوئی خاص لقب دینے یاکسی کوخاص نام سے پکارنے پرسخت وعیدسنائی گئی ہے باقی رہا سوال کہ یہ بدکرداراوربدوش ہوتے ہیں تو یہ برائیاں تو دوسرے لوگوں میں بھی موجود ہوسکتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:

قال رسول اللہ ﷺ: رُبَّ اَشعثَ اَغبرَ مدفوع بالابواب لو اَقسم علی اللہ لَاَبرّہ

’’کئی غبارآلودچہروں اوربکھرے بالوں والے ایسے ہیں کہ وہ اللہ تعالی پرقسم ڈالیں توان کی قسم پوری کردی جاتی ہے‘‘۔ا؎

[illegible] ہو جائے تو اس کو مؤذل کہتے ہیں۔

مخنث کا مفہوم:

مخنث کو خواجہ سرا، کھدڑا، خنثی، کھسرا، ہیجڑا، زنخا، نامرد وغیرہ کے ناموں سے بھی جانا جاتا ہے۔

آکسفورڈ یونیورسٹی کی ''آکسفورڈ انگلش اردو ڈکشنری'' از شان الحق میں لفظ ''ہیجڑا'' کے متبادل لفظ Eunuch بیان کیا گیا ہے۔ ۲

''ہیجڑا'' اردو زبان کا لفظ ہے عربی میں انہیں خنثی اور مخنث کہتے ہیں ۳

المخنث هو الذی یشبه المراة فی العین الکلام والنظر ولحرکة فالمخنث لاخفاء فی ذکر یته ونحو ذلک وهو ضربان ۴

''مخنث وہ ہوتا ہے جو کلام کی نرمی، دیکھنے اور حرکات وسکنات میں عورت کے مشابہ ہوتا ہے اور مخنث کے مرد ہونے میں کوئی خفاء نہیں ہوتا۔''

مخنث کی قسمیں:

مخنث کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ وہ مخنث جو عورتوں کے مشابہ پیدا کئے گئے ہوں اور انہوں نے خود تکلفا اپنے آپ کو عورتوں کے مشابہ نہ بنایا ہو۔

۲۔ یہ وہ مخنث ہے جو عورتوں کے مشابہ نہیں پیدا کئے گئے ہوں بلکہ انہوں نے خود تکلفا اپنے آپ کو عورتوں کے مشابہ بنایا ہو اور وہ عورتوں کی طرح حرکات اور باتیں کرتے ہیں۔

پس یہ وہی قسم ہے جس پر احادیث مبارکہ میں لعنت آئی ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ھے:

''عن ابن عباس قال لعن النبی ﷺ المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من الن ساء بالرجال'' ۵

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان مردوں پر لعنت بھیجی جو عورتوں جیسا چال چلن اختیا رکریں اور ان عورتوں پر لعنت بھیجی جو مردوں جیسا چال چلن اختیا رکریں''۔

خواجہ سراؤں کو چار اقسام یعنی پیدائشی مخنث مرد، پیدائشی مخنث عورت، زنان اور اراقوای میں تقسیم

کیا جاسکتا ہے۔ان میں پیدائشی مخنث مرد کی تعداد بہت کم ہے ایک محتاط اندازے کے مطابق ایک ہزار خواجہ سراؤں میں کوئی ایک پیدائشی مخنث مرد ہوتا ہے۔

خواجہ سرا کا تاریخی پس منظر

ابتدائی ادوار میں

اگر تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو اس دور میں یہ خواجہ سرا کے نام سے جانے جاتے تھے اور لفظ خسرہ لفظ خواجہ سرا سے ہی نکلا ہے۔فارسی زبان میں خواجہ سرا ایسے افراد کو کہا جاتا ہے جو عورتوں کی نگرانی پر مامور ہوتے ہیں۔

خواجہ سراؤں کو جنسی معذوری کی وجہ سے نہ تو معاشرہ قبول کرتا ہے اور نہ ان کے گھر والے قبول کرتے ہیں۔اس لیے یہ لوگ عام طور پر معاشرے سے کٹ کر متوسط طبقے کی آبادیوں میں رہنا پسند کرتے ہیں۔عام انسانوں کے مقابلے میں ان کی اقدار اور رسم ورواج بھی مختلف ہوتے ہیں۔عورتوں کی طرح کا لباس پہنتے ہیں تاکہ دوسرے لوگوں میں ممتاز نظر آئیں۔آپس میں جو زبان بولتے ہیں وہ فارسی چندرنا کہلاتی ہے۔یہ لوگ عموماً ٹولیوں کی شکل میں رہتے ہیں اور ہر ٹولی کا ایک لیڈر ہوتا ہے جو گرو کہلاتا ہے۔گرو سب سے زیادی تجربہ کار اور عمر رسیدہ شخص ہوتا ہے۔جس گھر میں یہ رہتے ہیں اس کو ڈیرہ کہا جاتا ہے۔اگر کسی ڈیرے کا گرو مر جائے تو اس کی جگہ نئے گرو کا چناؤ ہوتا ہے۔منتخب ہونے والے گروہ کے سر پر قل والے دن پگڑی رکھ دی جاتی ہے جبکہ چالیسویں کے دن نئے گرو کی رسم تاج پوشی کیجاتی ہے جو ڈیرے کی ذمہ داریاں سنبھال لیتا ہے۔

خواجہ سراؤں کو معاشی لحاظ سے تین طبقات میں تقسیم کیا جاتا ہے۔اول امیر طبقہ جو کہ جائیداد اور قیمتی زیورات کا مالک ہوتا ہے ان کی تعداد بہت کم ہے'دوم متوسط طبقہ جس میں وہ لوگ شامل ہوتے ہیں جو شادی بیاہ'تھیٹر یا کلب میں ناچتے ہیں اور جسم فروشی بھی کرتے ہیں اس طبقے کے لئے ڈیک ڈانسر کی اصطلاح بھی استعمال کی جاتی ہے۔سوم وہ طبقہ جو رقص کرکے یا بھیک مانگ کر اپنی بنیادی ضروریات پوری کرتا ہے۔یہ طبقہ رقص کی تربیت مراثیوں سے حاصل کرتا ہے اسی مناسبت سے ان کو طبلہ ڈانسر بھی کہا جاتا ہے۔خواجہ سراؤں کا یہ طبقہ دیہاتوں اور چھوٹے قصبوں میں پایا جاتا ہے۔یہ

لوگ سورج نکلنے سے پہلے تیار ہو کر کام پر نکلتے ہیں اور اگر سورج نکل آئے تو یہ لوگ کام پر نہیں جاتے چھٹی کرتے ہیں۔

خواجہ سرا دورِ حاضر کی پیداوار نہیں' بلکہ اس کے سوتے قدیم تاریخ سے ملتے ہیں' خواجہ سراؤں کے ابتدائی آثار ہمیں دنیا کے تمام سماجوں میں نظر آتے ہیں جہاں نوجوان خوب صورت اور خوش گلو لڑکوں کو آختہ کر کے انہیں حرم سرا کی حفاظت کے لئے مامور کیا جاتا تھا۔ نوجوانوں کے آختہ کر کے خواجہ سرا بنانے کے قدیم مذہبی نقطہ نظر کے بارے میں علی عباس جلال پوری اپنی کتاب ''جنسیاتی مطالعے'' میں رقم طراز ہیں۔

''روم میں ہر سال پوپ کے حکم سے سینکڑوں لڑکوں کو آختہ کیا جاتا تھا تا کہ بڑے ہو کر بھی ان کی آواز کی دل کشی برقرار رہے اور وہ مذہبی سنگیت منڈلیوں میں گا سکیں۔ پادری انہیں حرص و ہوس کا نشانہ بناتے تھے ان ہیجڑوں کے باعث روم سدومیت کا مرکز بن گیا مفتوح اقوام فاتح اقوام کو صرف سونے چاندی کی شکل میں خراج ادا نہیں کرتی تھیں بلکہ اس سلسلے کا سب سے قبیح پہلو یہ تھا کہ انہیں اپنی قوم کے خوب صورت نوجوانوں کو بھی خراج کی صورت میں پیش کرنا پڑتا تھا ہر سال کالچس کے باشندے ایک سو لڑکے اور ایک سو لڑکیاں بہ طور خراج شہنشاہ ایران کو بھیجتے تھے ان میں بعض لڑکوں کو ہیجڑے بنا کر حرم کی خدمات پر مامور کیا جاتا تھا۔ کنیزوں کی حفاظت پر خواجہ سرا (ہیجڑے) مامور تھے ' جنہیں معلم' تیخ اور خادم بھی کہا جاتا تھا۔ مقالیہ ہیجڑے فرانس سے برآمد کئے جاتے تھے جہاں لڑکوں کو مخنث بنانے کے لئے یہودیوں نے کارخانے کھول رکھے تھے۔ واردوں کا کارخانہ ازمنہ وسطی میں رسوا زمانہ' وینس جنیوا اور فلورنس کے شہروں میں غریب ماں باپ کے بچے خرید کر ہیجڑے بنائے جاتے تھے اور اسلامی ممالک کو برآمد کئے جاتے تھے۔ خواج سرا نہایت سنگ دل اور بے رحم ہوتے تھے اور کنیزوں کی کڑی نگرانی کرتے تھے ان تمام باتوں سے یہ نکتہ واضح ہوتا ہے کہ خواجہ سرا بنانے کی شکل خواہ کچھ بھی رہی ہو' اس کا بنیادی مقصد حرم میں موجود خواتین کی ایسی دیکھ بھال تھا کہ دیکھ بھال کرنے والے خود کسی قسم کی جنسی سرگرمی میں حصہ نہ لے سکیں۔ ۶۔

مرد کو اس کی نسل کی افزائش سے محروم کرنے کی یہ رسم اور طریقہ بہت پرانا ہے سنسکرت میں اس کے لئے جو لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اس کا مطلب فوطہ کاٹ ڈالنا ہے' جس سے عضو تناسل بے کار ہو جاتا ہے ' دوسرے طریقوں سے مردانہ قوت ختم کر دینے کے لئے بھی یہی نام استعمال کیا جاتا ہے۔ بعض

اوقات فوطے پتھر سے کچل دیئے جاتے تھے یا انہیں سرخ سلاخ سے داغ دیا جاتا' بعض اوقات بانس کی کھپچی سے فوطے تھیلی سے باہر نکال دیئے جاتے' ساری دنیامیں مروج اس ظالمانہ عمل کی ہزاروں سال پہلے ٹھوس وجوہ سے ابتداء ہوتی گئی۔ مذہبی وجوہ شاہی مصلحتیں تعزیری اقدامات اور خواتین کے لئے خصوصی حفاظتی دستوں کا قیام اس کی ممکنہ توجیہیں جانوروں کے متعلق اپنے تجربے سے سیکھا گیا۔

تقریبا ہر تہذیب میں جانوروں کو آختہ کیا جاتا تھا آختائی سے گزرنے والے جانور کا مزاج دھیما ہو جاتا تھا۔ حکمرانوں کو خیال آیا کہ اپنے غلاموں کو مزید وفادار بنانے کے لئے یہ طریقہ کیوں نہ اختیار کیا جائے یوں کئی ہزار سال پہلے غلاموں کی خدمت گزاری اور کارگزاری میں اضافے کے لئے اجتماعی سطح پر آختائی کا طریقہ استعمال کیا جانے لگا۔ جنگ کے خاتمے پر فاتح نے مفتوح کو زیادہ عرصے تک اور نسل در نسل مغلوب رکھنے کے لئے یہ طریقہ استعمال کیا مقتول دشمن کسی کام کا نہیں زندہ دشمن کو غلام بنا کر کام لیا جا سکتا ہے' جب کہ آختائی سے اس کے قبیلے کا نام ونشان مٹایا جا سکتا ہے۔ ۷۔

معروف بزرگ امیر خسروؒ کے بارے میں بھی خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اس صنف سے تعلق رکھتے تھے لیکن تاریخ سے اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ آیا امیر خسرو اسی صنف سے تعلق رکھتے تھے یا نہیں۔ البتہ انہوں نے زندگی بھر شادی نہیں کی جبکہ خواجہ سراؤں کے بارے میں مشہور ہے کہ شروع شروع میں یہ انہی کے گیت گاتے تھے غالبا اسی نسبت سے انہیں خسرا کہا جانے لگا۔ تاہم مولانا شبلی نعمانیؒ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالی نے امیر خسرو کو فرزندان معنوی کے علاوہ اولاد ظاہری بھی عطا کی تھی۔ ان کے بیٹے کا نام ملک احمد تھا جو شاعر اور سلطان فیروز شاہ کا درباری ندیم تھا۔ ۸۔

تاریخی شواہد سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ نواب اودھ واجد علی شاہ نے اپنی فوج میں خواجہ سراؤں پر مشتمل ایک فوجی دستہ تشکیل دے رکھا تھا جو کہ تاریخ میں خواجہ سراؤں کی باقاعدہ واحد فوجی بٹالین تھی اور ان کی یونیفارم بھی زنانہ لباس پر مشتمل تھی۔ ان افراد کو تکنیکی بنیاد پر نامرد نہیں کہا جا سکتا' ایک عام مرد بھی اس چیز کا شکار ہو سکتا ہے۔ یہ عام طور پر وہ افراد ہوتے ہیں جن کی جنس پیدائش کے وقت متعین نہیں کی جا سکتی اور بڑے ہونے پر مختلف ہارمونل جانچ پڑتال کے بعد ان کو قریبی مرد یا عورت کہا جا سکتا ہے۔ اس کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ ان کا ہارمونل بیلنس کس طرف زیادہ ہے۔ تاہم وہ عام انسانوں کی طرح اپنی نسل کو آگے بڑھانے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

پیدائشی مخنث مرد جسمانی ساخت کے اعتبار سے مرد ہوتا ہے مگر خود کو مرد کے جسم میں عورت کی روح

تصور کرتا ہے۔ایسے افراد کے اعضائے مخصوصہ یا تو انتہائی مختصر ہوتے ہیں یا سرے سے ہوتے ہی نہیں جس کی وجہ سے یہ نسل انسانی آگے بڑھانے کے قابل نہیں ہوتے۔دوسری قسم پیدائشی مخنث عورت ہے جس کی جسمانی ساخت عورتوں سے مشابہ ہوتی ہے مگر تولیدی اعضاء مکمل نہیں ہوتے۔سائنسی اعتبار سے اس طرح کی معذوری کروموسومز کی طے شدہ تعداد میں تبدیلی کی وجہ سے ہوتی ہے۔مثال کے طور پر مرد اور عورت کے اختلاط کے نتیجے میں سپرم اور ایگ ملتے ہیں تو تولیدی عمل کی ابتداء ہوتی ہے۔قدرت نے نر کے ڈی۔این۔اے میں ایکس۔وآئی۔کروموسومز رکھے ہیں اور مادہ کے ڈی۔این۔اے میں ایکس،ایکس۔کروموسومز ہیں۔اگر اختلاط کے نتیجے میں ایکس۔ایکس کروموسومز کا ملاپ ہو تو لڑکی پیدا ہوتی ہے اور اگر ایکس۔وآئی کروموسومز کا ملاپ ہو تو پیدا ہونے والا بچہ لڑکا ہوتا ہے۔کروموسومز کے اس ملاپ میں کسی بھی طرح کی بے قاعدگی نومولود کی زندگی میں بہت بڑی تبدیلی لا سکتی ہے۔جیسے اس ملاپ میں کروموسومز کی تعداد دو سے زیادہ ہو جائے جیسے کہ ایکس۔ایکس۔ایکس یا ایکس۔ایکس۔وآئی۔تو ایسی صورت میں پیدا ہونے والا بچہ ظاہری طور پر تو لڑکا یا لڑکی ہوگی مگر اس کا رجحان اور عادات مخالف جنس جیسا ہوگا یعنی اگر جسمانی طور پر لڑکا ہے تو اس کی عادتیں لڑکیوں جیسی ہوں گی اور اگر جسمانی طور پر لڑکی ہے تو اس کی عادات لڑکوں جیسی ہوں گی۔اسی مناسبت سے ان کو پیدائشی مخنث یا پیدائشی ہیجڑی کہا جاتا ہے۔پیدائشی خواجہ سراؤں میں بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں جو کہ اپنے آپ کو مخنث ظاہر نہیں کرتے اور عبادت گزاری میں اپنی تمام زندگی گزار دیتے ہیں۔

خواجہ سراؤں کی تیسری قسم کو نربان کہتے ہیں۔نربان دو الفاظ کا مجموعہ ہے نر اور قربان یعنی کہ وہ مرد جو اپنا نرپن قربان کردے'نربان کہلاتا ہے۔نربان سے مراد ایسا مرد یا لڑکا ہے جو اپنے جبلی رجحان سے مجبور ہو کر تبدیلی جنس کے عمل سے تو نہیں گزرتا مگر اپنے اعضائے مخصوصہ کٹوا دیتا ہے اور خواجہ سراؤں کے گروہ میں شامل ہو جاتا ہے۔یہ عمل آپریشن کے ذریعے انجام نہیں پاتا بلکہ ڈیرے کا گروہ ایک رسم کے تحت یہ کام سرانجام دیتا ہے۔خواجہ سراؤں کی چوتھی قسم کو اقوای کہتے ہیں' جس کی آگے مزید دو اقسام ہیں ایک زنانہ اور دوسری زنخا۔زنانہ ایسے مخنث کو کہتے ہیں جو اپنے اردگرد کے ماحول سے متاثر ہو کر اپنی وضع قطع خواجہ سراؤں سی بنالے اور زنخا ایسا لڑکا یا مرد ہوتا ہے جسے خواجہ سراؤں کا گروہ ترغیب دے کر اپنے ساتھ شامل کر لیتا ہے زنخا اور زنانہ میں بنیادی فرق یہ ہے کہ زنانہ

خودخواجہ سراؤں کے گروہ میں شامل ہوتا ہے اورزنخے کو یہ لوگ ترغیب دے کراپنے ساتھ ملا لیتے ہیں۔ایسے لوگ بھی اقوای میں شامل ہوتے ہیں جنہوں نے صرف پیشے کے طور پر یہ روپ دھار رکھا ہے یا پھر وہ لوگ جو بچپن میں ہونے والی جنسی زیادتی کے نتیجے میں معمول کی زندگی بسر کرنے سے گریزاں ہیں۔

کچھ مذاہب میں آختائی کو روحانی طور پر مضبوطی سے تعبیر کیا جاتا رہا ہے۔ان کا خیال تھا کہ جنس سے محروم ہونے کے بعد وہ کلی طور پر اپنی زندگی اپنے خدا کی خدمت میں گزار سکیں گے۔عیسائیت کی آختائی کی توصیف کے باوجود اسلام اور یہودیت نے ہمیشہ اس کی زبردست مخالفت کی ہے۔یہودیوں نے انسانوں،جانوروں اور مچھلی کی آختائی کے خلاف باقاعدہ قانون پیش کیا۔حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:''وہ جو آختائی اختیار کرتا ہے،وہ میری امت میں سے نہیں''اسلام میں شہوت کو زیر کرنے کے لئے صرف روزہ رکھنے کی اجازت ہے۔

بہت سے ممالک میں آختائی تعزیری اقدامات کا حصہ بھی رہی۔کسی دوسرے کی بیوی سے ناجائز تعلقات قائم کرنے والے کو آختہ کر دیا جاتا تھا۔ہندوستان میں اعلیٰ ذات کی توہین پر جنس سے محرومی کی سزا تجویز کی جاتی تھی۔اس طرح سکاٹ لینڈ میں بھاری جرمانہ ادا نہ کرسکنے کی صورت میں بھی مجرم کو مردانہ صفات سے محروم ہونا پڑتا۔کچھ شاہی معاملات میں بھی مردوں کو آختہ کر کے ہیجڑے بنا دیئے جاتے تاکہ وہ نسل پیدا نہ کرسکے۔جو بادشاہ خوف زدہ ہوتے کہ ان کے قریبی رشتہ داران کی اولاد کے حق جانشینی میں مداخلت کریں گے تو ان کے ساتھ آختائی کا طریقہ استعمال کرتے۔ رومن روایت کے مطابق یہ طریقہ سب سے پہلے بابلی تہذیب کی بانی ملکہ نے استعمال کیا تھا اس خدشے کے پیش نظر اس نے اپنے شوہر کے قتل کے بعد تخت کے بہت سے متوقع جانشینوں کو مردانہ صفات سے محروم کر دیا۔۹

خواجہ سراؤں یا خوجوں کا بادشاہوں کے زمانے میں بھی جابجا سراغ ملتا ہے۔مغل بادشاہوں کے ہاں خوجوں کی دو قسمیں تھیں۔

اول:پورے خوجے جنہیں اصطلاح میں'ضدلی'کہتے تھے چونکہ وہ محلات کے اندر آسکتے تھے،اس لیے 'محلی'،مشہور ہوگئے۔

دوم:وہ خوجے جنہیں نامکمل یا نیم خوجے کہنا چاہیے ان کے لئے 'بادامی' کی اصطلاح مقرر تھی۔وہ

محلات کے بیرونی دروازوں پرصرف دربانوں کی خدمت انجام دیتے تھے ۔انہیں عموماً ’درباری‘ کا نام دیا گیا تھا۔۱۰؎

اکثرمحلات میں کنیزوں کی حفاظت پرخواجہ سرا(ہیجڑے)مامور تھے‘جنہیں مقلم‘شیخ اورخادم بھی کہاجاتا تھا۔مقالیہ‘ہیجڑے فرانس سے درآمد کیے جاتے تھے‘جہاں لڑکوں کومخنث بنانے کے لئے یہودیوں نے کارخانے کھول رکھے تھے۔وردوں کا کارخانہ ازمنہ وسطی میں رسوائے زمانہ تھا۔وینس ‘جینوااورفلورنس کے شہروں میں غریب ماں باپ کے بچے خریدکرہیجڑے بنائے جاتے تھے اوراسلامی ممالک کوبرآمد کیے جاتے تھے۔خواجہ سرانہایت تنگ دل اوربے رحم ہواکرتے تھے اورکنیزوں کی کڑی نگرانی کرتے تھے۔

خواجہ سرابنانے کی شکل خواہ کچھ بھی رہی ہواس کا بنیادی مقصدحرم میں موجودخواتین کی ایس دیکھ بھال کرنے والےخودکسی قسم کی جنسی سرگرمی میں حصہ نہ لےسکیں۔

سامی النسل لوگوں کی زرخیزی‘محبت اورلذت کی دیوی کا نام عشتارتھا۔اس کے بھگت خودکومردانہ صفات سے محروم کرلیتے۔اپنا کٹاہواعضو تناسل ہاتھ میں پکڑکروہ دیوانہ وارشہرکی گلیوں میں دوڑتے ۔بالآخروہ یہ لوتڑاشہرکےکسی گھرمیں پھینک دیتے۔اہل خانہ کا فرض ہوتا کہ وہ اس بھگت کوزنانہ خلعت پیش کریں۔

یونانیوں کی عظیم مادرفطرت‘سیل (Cyele) کی عبادت بھی اس طریقے پرکی جاتی۔مجنونانہ طورپررقص کرتے ہوئے مرداپنے جسم چھیل ڈالتے اوراعضاء تناسل کاٹ کردیوی کے حضور چڑھا دیتے۔اس کے بعدوہ باقی عمرلباس میں بطورہیجڑادیوی کی خدمت میں گزاردیتے۔

اپنی مردانگی کویوں دیویوں کی نذرپیش کرنے کی کچھ وجوہ تھیں۔دیوی عضوتناسل سے حسدکرتی تھی اورچاہتی تھی کہ اس کے بھگت مستقل طورپرصرف اسے اپنی توجہ کامرکز بنائیں اورباقی ہرطرح کی حرص وہوس سے بچے رہیں تاکہ خواہشات نفسانی کے ہاتھوں ان کی توجہ منعطف نہ ہواوراس کی سب سے بڑی ضمانت عضوتناسل کی علیحدگی تھی۔

یہ عقیدہ بھی تھاکہ آختائی روحانیت کومضبوط کرتی ہے۔عضو تناسل بہرحال زرخیزی کی علامت تھااوراس کی قربانی دینے والافطرت کی بارآوری‘احیائے نوکی معاونت اورنباتات عالم کی نشوونمامیں حصے دار ہے۔اس آختائی سے کوئی شخص دیوی کے قریب ہوجاتا ہے اوروہ اسے انسانوں

پر انعام واکرام کے واسطے کے طور پر استعمال کرتی ہے۔خلعت نسوانی پہننا اپنی ہستی مٹانے کی طرف ایک اوراہم قدم تھا۔اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آختائی کے تکلیف دہ عمل سے گزرنے والوں کا عقیدہ کس قدر مضبوط تھا۔

خواہش نفسانی کوشیطانی وسوسہ جاننے والے اوراس کے ہاتھوں بھٹکنے سے خوف زدہ میدان روحانیت کے نووارد بھی آختائی کے عمل سے گزرتے۔ان کا خیال تھا کہ وہ جنسی ترغیب کا مقابلہ نہ کرسکیں گے۔سینٹ میتھیو کی ''گوسپل'' میں ایسے ہیجڑوں کا ذکر ہے جو آسمانی بادشاہی کی خاطر خود ہیجڑے بنے۔اس عمل کی منظوری دیتے ہوئے ''گوسپل'' میں مزید آیا ہے کہ جو اسے جس طور پر حاصل کرنا چاہتا ہے اسے کرنے دو۔ان کا خیال تھا کہ جنس سے محروم ہونے کے بعد وہ کلی طور پر اپنی زندگی اپنے خدا کی خدمت میں گزار سکیں گے۔

دنیا کی دوسری بڑی تہذیبوں میں بھی خواجہ سراؤں کو اہم ذمہ داریاں سونپی گئیں جو انہوں نے بہ درجہ احسن پوری کیں۔ایران، ہندوستان، چین، یونان اور روم، غرض یہ کہ پوری دنیا میں انہیں ملازم رکھا جاتا تھا۔خواجہ سراؤں کی فراہمی کے لئے باقاعدہ مراکز بنائے گئے، جہاں جنگوں میں پکڑے جانے والے غلاموں کو آختہ کرکے مختلف خدمات کی تربیت دی جاتی تھی۔یونان کے جزائر ڈیولس اور چیوس میں خواجہ سراؤں کی تیاری اور تربیت کے مراکز قائم تھے۔

ایک طویل عرصے تک مروج رہنے کے بعد بالآخر آختائی کو غیر انسانی اور منشاء ایزدی کے خلاف قرار دے دیا گیا۔۳۲۵ء میں نکائی کونسل نے رضامندی سے آختہ ہونے والوں کو مذہبی پیشوائی کے لئے نااہل قرار دے دیا۔تاہم سولھویں صدی میں ایک بار پھر چرچ ہی نے ہیجڑوں کو چرچ میں داخلے کی اجازت دی اوراس کی ایک خاص وجہ تھی۔خواتین کو چرچ میں داخلے کی اجازت نہ تھی اور بہتر سرسنگیت کے لئے مناجات خداوندی نوعمر لڑکے گایا کرتے تھے۔ان کا متبادل ہیجڑے تھے۔بچپن ہی میں مردانہ صفات سے محرومی کے سبب ان کا آلہ صوت وہ سختی حاصل نہیں کر پاتا تھا جو مردانہ آواز پیدا کرنے کے لئے لازم ہے۔ان کی آواز میں ایک لوچ اور نسائیت پائی جاتی تھی۔اس لئے چرچ میں مناجات خداوندی کے لئے ان کی آواز موزوں خیال کی جاتی تھی۔اطالوی والدین اپنے بیٹوں کو بخوشی متعلقہ اداروں کے حوالے کرتے کہ وہ انہیں آختائی سے گزار کر چرچ کے لئے موزوں کردیں۔انہیں رضائے الٰہی کے علاوہ مناسب رقم بھی ملتی تھی۔فرانس

نے ہیجڑوں کی فراہمی باقاعدہ ایک کاروبار بنادی۔یہاں سے نوعمر آختہ لڑکے موسیقی اورگلوکاری میں باقاعدہ تربیت یافتہ ہوتے'اسپین اوراٹلی کو برآمد کیے جاتے تھے۔وہاں انہیں ملنے والی شہرت اوردولت'مردانہ صفات سے محرومی کا کسی حدتک ازالہ کرتی تھیں۔اسٹائن چیپل اسمتھ روم کے چرچوں میں دوسو سے زیادہ ہیجڑے گاتے تھے۔مشہورموسیقار موزارت اورگلک ان کے لئے خصوصی کردارلکھا کرتے۔پھر ۱۷۷۰ء میں پوپ کلیمنٹ نے اپنے ایک فتوے سے اس دوسوسالہ رسم کا خاتمہ کیااورآختاؤں کی جگہ عورتیں چرچ میں آنے لگیں۔

برصغیر پاک وہند میں خواجہ سراؤں کا کردار

مغلیہ دور میں خواجہ سراحرم کی تمام سرگرمیوں پرنظر رکھتے تھے اوراس کی اطلاعات بادشاہ وقت کو پہنچاتے تھے۔ان کادربار میں کافی اثر ہوتا تھا۔اکثر امراء بادشاہ وقت کی خوش نودی کے لئے بھی انہیں استعمال کرتے تھے۔

مغلیہ دور میں محمد شاہ رنگیلا کے عہد میں خواجہ سراؤں کوایک خاص حیثیت حاصل ہوئی ۔''فرہنگ آصفیہ''میں اس کاذکر یوں ہے:

''ہندوستان میں محمد شاہ رنگیلے کے وقت سے اس فرقے نے رونق پکڑی' کیونکہ بادشاہ مذکور نے محلوں میں آنے جانے کے واسطے قلماقنیوں' ترکنوں' جسولنیوں' یعنی بساولنیوں وغیرہ کے بجائے دیسی لوگوں کومقرر فرما کر''ناظر''اور''خواجہ'' کے لقب سے ملقب کیا'جیسے جیسے ناظرمحبوب علی خاں وزیر بہادرشاہ 'ناظر بسنت علی خاں وزیرشاہ عالم۔ناظر بلال علی خاں' ناظرمحفوظ علی خاں وغیرہ وغیرہ اب تک نام رکھتے جاتے تھے۔اسی عہد میں جب کثرت سے یہ لوگ ہوگئے اوردیکھا کہ محمد شاہ کوراگ ورنگ سے بہت شوق ہےتوان لوگوں نے ناچنا گانا اختیار کیااوراپناایک علیحدہ ہی فرقہ مقررکرکے میر بہوجی ایک خنثے کو جسے میر بھچڑی کہنے لگے'اپناپیر قراردیا۔وہ گرو بنے'یہ چیلے کہلائے اورآگے گرو کا سلسلہ اورچیلے کا سلسلہ چلااوران سب کا سردار''بادشاہ'' کہلایا۔جس کی گدی یعنی تخت پہاڑ گنج واقع دہلی ہے۔لاوارث ہیجڑے کامال یعنی جس کا گرویاچیلازندہ نہ ہو'بادشاہ کے سپرد کیاجاتااورہرقسم کی آمدنی میں بادشاہ کو بہ طورخراج کچھ دیاجاتا ہے۔شہرمیں جہاں کہیں بیٹا ہوتا ہے وہاں اس علاقے یعنی برت

کے ہیجڑے جا کرناچتے گاتے اوراپنی بدھائی لاتے ہیں: ہولی، دیوالی، دسہرے میں مگر زیادہ تر صرف دیوالی میں یہ لوگ دکان دکان ڈھولک بجا کرناچتے، چھلے گاتے اور مانگتے پھرتے ہیں۔"۱۱۔

سپہ سالار خواجہ سرا ملک کافور

برصغیر کے خواجہ سراؤں میں ایک بڑا نام ملک کافور تھا جو علاء الدین خلجی دور حکومت میں سپہ سالار کے عہدے تک پہنچا۔ مفتی شوکت علی فہمی اپنی کتاب "ہندوستان پر اسلامی حکومت" میں اس کا ذکر کچھ یوں کرتے ہیں:

اس سے قبل ہم بتا چکے ہیں کہ سلطان علاؤ الدین کھمبایت سے آئے ہوئے کافور نامی ایک خوب رو اور نوعمر غلام کو اپنا منظور نظر بنالیا تھا۔ یہ خوبصورت لڑکا امرد تھا جس نے بہت جلد سلطان کے مزاج میں اس قدر دخل حاصل کرلیا کہ ۷۰۶ھ مطابق ۱۳۰۷ء میں سلطان نے اس کا درجہ تمام امراء سے بلند کر کے اس کو وزارت عظمی کا عہدہ تفویض کر دیا اور اس کے ساتھ ہی اسے سپہ سالار بنا کر ایک لاکھ فوج دے کر دکن کی تسخیر کے لئے روانہ کر دیا۔ ۱۲۔

"فرہنگ آصفیہ" کے مرتب مولوی سید احمد دہلوی گو کہ ملک کافور کی بہادری اور دلیری کے قائل ہیں، لیکن وہ خواجہ سرائی کے پس منظر میں ملک کافور کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

اس جاہلانہ حرکت میں اہل خطا سے ہی یہ حرکت سرزد نہیں ہوئی، بلکہ ہندوستان کے بادشاہ سلطان علاؤالدین خلجی کے عہد میں بھی ملک کافور کو ہمارے ہندوستان میں شاہان خطا کے زمانے سے کم اقتدار اور مرتبہ حاصل نہیں ہوا۔ ملک کافور سلطنت کے اعلی ارکان میں سے تھا۔ اس سے بڑے بڑے نمایاں کارنامے ظہور میں آئے تھے۔ یہ شخص چار مرتبہ تسخیر دکن کے واسطے بھیجا گیا۔ راجہ رام دیو کو اسی نے قید کر کے دہلی روانہ کیا۔ دوار کے راجگان کو اسی نے مغلوب کیا۔ وارنگل کے راجہ کو اسی نے باج گزار بنایا۔ تمام دکن کو کولگنڈا تک تہ وبالا کر کے وہاں ایک مسجد مسلمانوں کے عہد سلطنت کی یادگار تعمیر کی۔ غرض ہندوستان کی تیرھویں عیسوی صدی میں خواجہ سراؤں کی تاریخ کے واسطے ایک قابل فخر صدی گذری ہے۔ ۱۳۔

سلطان علی عادل شاہ کی خواجہ سراؤں میں دل چسپی

''تاریخ فرشتہ'' میں سلاطین بیجاپور کے ایک سلطان علی عادل شاہ کی خواجہ سراؤں سے دل چسپی اور بعدازاں ایک خواجہ سرا کے ہاتھوں قتل کا ذکر یوں ہے:

اسے خوبصورت خواجہ سراؤں اور غلاموں کو جمع کرنے کا بہت شوق تھا' ایک مرتبہ علی عادل شاہ نے اپنا ایک قاصد امیر برید کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا: ''مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے پاس دو نہایت ہی حسین اور خوبصورت خواجہ سرا ہیں' تم فوراً ان خواجہ سراؤں کو میرے پاس روانہ کردو''۔ امیر برید نے چند دن تک ٹال مٹول کی اور خواجہ سراؤں کو علی عادل شاہ کے پاس روانہ نہیں کیا۔ انہی دنوں غلام مرتضیٰ نظام شاہ بحری نے امیر علی برید پر حملہ کردیا۔ برید علی عادل شاہ سے مدد کا طالب ہوا۔ علی عادل شاہ نے دو ہزار سوار اس کی مدد کے لئے روانہ کیے۔ برید اس سے متاثر ہوا اور اس نے وہ دونوں حسین خواجہ سرا جن کو علی عادل شاہ نے طلب کیا تھا بیدر سے بیجاپور بھیج دیئے۔

یہ دونوں خواجہ سرا جب بیجاپور پہنچے اور ان کو اپنے یہاں آنے کی وجہ معلوم ہوئی تو ایک خواجہ سرا کو بہت ناگوار گزرا۔ اس نے عادل شاہ کا کام تمام کرنے کا ارادہ کرلیا۔ جس روز یہ دونوں خواجہ سرا شاہی حضور میں پیش ہوئے اسی رات متذکرہ بالا خواجہ سرا نے علی عادل شاہ کو چاقو سے قتل کردیا۔ یہ حادثہ ۲۳ صفر ۹۸۹ھ کو وقوع پذیر ہوا۔ [۱۴]

ایک اور بادشاہ برہان شاہ کی یوسف خواجہ سرا سے محبت کا یہ عالم تھا کہ یوسف نے بادشاہ کو قتل کرنے کی کوشش کی اور بادشاہ نے اس کی کوشش کو ناکام بنادیا' اس کے باوجود بادشاہ کے دل میں یوسف کے لئے کوئی میل نہیں آیا۔ محمد قاسم فرشتہ اس واقعے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ایک مقرب شاہی یوسف خواجہ سرا نے جو حسن و جمال میں اپنی مثال آپ تھا' رات کے وقت بادشاہ کو قتل کرکے اس کے بیٹے اسماعیل کو تخت پر بٹھانے کا ارادہ کیا۔ برہان شاہ کو اس کی اطلاع ہوگئی لیکن اسے یقین نہیں آیا کہ یوسف اس کے بارے میں ایسا بھی سوچ سکتا ہے۔

ایک رات بادشاہ نیند کے بہانے خواب گاہ میں گیا۔ یوسف خواجہ سرا بھی ہاتھ میں خنجر لے کر خیمے میں آگیا۔ برہان شاہ نے اس کو دیکھ لیا اور چھلانگ لگا کر اس کا ہاتھ پکڑلیا۔ یوسف سے بادشاہ

کو بڑی محبت تھی لہذا اس نے اسے کچھ نہ کہا بلکہ اس واقعے سے ایسی چشم پوشی کی جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔''۱۵۔(جاری ہے)

حواشی

۱۔مسلم بن الحجاج القشیری'الجامع الصحیح' کتاب البر والسلۃ'باب فضل الضعفاء والخاملین'رقم ۶۸۴۸۔دارالآفاق الجدیدۃ'بیروت ۱۹۹۳ء

۲۔''آکسفورڈ انگلش ٹو اردو ڈکشنری''مرتبہ شان الحق حقی'آکسفورڈ یونیورسٹی پریس'کراچی'تیسری طباعت ۲۰۰۴ء'ص نمبر ۲۵۳۔

۳۔قاسمی'مولانا وحید الزمان'القاموس الجدید'ادارہ اسلامیات'لاہور'ص ۱۱۲۴

۴۔ابن عابدین'ردالمختار علی الدرالمختار'دارالاشاعت کراچی'۱۹۹۹ء'ج ۵'ص ۴۶۵

۵۔بخاری محمد بن اسماعیل'الجامع الصحیح'باب المتشبھین بالنساء والمتشبھات بالرجال'قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۰۰۱ء'ج ۲'ص ۸۷۴

۶۔بلوچ'اختر حسین'تیسری جنس'فکشن ہاؤس'لاہور'۲۰۱۵'ص ۲۰۔۱۹

۷۔ارشد رازی'نگارشات'لاہور'۲۰۰۱'ص ۴۷

۸۔شیخ سلیم احمد(مرتب)'امری خسرو'نگارشات 'پبلشرز'لاہور'۲۰۰۷'ص ۵۸

۹۔بلوچ'اختر حسین'تیسری جنس'ص ۲۴۔۲۳

۱۰۔اردو جامع انسائیکلوپیڈیا'شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور'۱۹۸۷'ج ۱

۱۱۔مولوی'سید احمد دہلوی'فرہنگ آصفیہ'طبع عکسی'لاہور ۲۰۰۳ء'ج ۴'ص ۱۱۲

۱۲۔فہمی'مفتی شوکت علی'ہندوستان پر اسلامی حکومت'سٹی بک پوائنٹ'کراچی ۲۰۰۵ء'ص ۷۵

۱۳۔مولوی'سید احمد دہلوی'فرہنگ آصفیہ'ص ۵۸

۱۴۔فرشتہ'محمد قاسم'تاریخ فرشتہ'دوست ایسوسی ایٹس'لاہور ۲۰۰۰ء'ص ۱۸

۱۵۔ایضاً'ص ۹۳

کتاب کا نام:ششماہی رشد:جلد ۱۴۔شمارہ:۰۹ مضمون کا نام:تبدیلی احکام پر اولیات عمرؓ سے استدلال اور اس کا تجزیہ :صفحہ نمبر:۲۷ تا ۸۵